بیوی پر شوہر کے حقوق

مفتی محمد رفیق حسنی

بیوی کے حق میں نکاح ایک عظیم نعمت ہے لیکن منکوحہ ہونے میں ایک قسم کی رقیۃ اور غلامی ہوتی ہے گویا بیوی ایک فروخت شدہ لونڈی کی طرح ہے۔ اس لئے بیوی پر ہر اس امر میں شوہر کی اطاعت کرنا فرض ہے جو معصیۃ نہ ہو اور وہ امر ازدواجی عمل کے لوازمات سے ہو۔

● حدیث شریف میں ہے اگر کسی کی بیوی اونٹ پر سوار جا رہی ہے اور شوہر اپنی جنسی خواہش کے لئے اُسے بلاتا ہے تو بیوی پر واجب ہے کہ اونٹ سے اتر کر شوہر کی خواہش پوری کرے بشرطیکہ حالت حیض اور نفاس میں نہ ہو۔

● ایک روایت میں ہے کہ وہ بیوی جس کو شوہر نے اپنی حاجت کے لئے بلایا اور اس نے بغیر عذر شرعی کے انکار کر دیا تو اس پر ساری رات آسمان کے فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

● حدیث شریف میں ہے ہر وہ عورت جس پر موت کے وقت شوہر راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

● حدیث شریف میں ہے جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان المبارک کے روزے رکھتی رہے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی رہے اور شوہر کی اطاعت کرتی رہے وہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جائے۔

● چونکہ بیوی کے گھریلو اخراجات شوہر کے ذمہ واجب ہوتے ہیں عام رواج کے مطابق اکثر عورتیں کاروبار نہیں کرتیں اس لئے اکثر عورتیں مالدار اور غنیۃ نہیں ہوتیں ان پر زکوٰۃ اور حج فرض نہیں ہوتا اس لئے مذکور حدیث شریف میں حج اور زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے۔ صرف نماز اور روزے اور عزت کی حفاظت اور زوج کی اطاعت کا ذکر ہے لیکن اگر بیوی مالدار اور غنیۃ ہو تو اس پر زکوٰۃ اور حج بھی فرض ہے۔

● نیز ذکر کردہ حدیث شریف میں جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے مگر دخول سے مراد بلاحساب وعقاب دخول ہو ضروری نہیں ہے۔ امام غزالی نے ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرد سفر پر

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے

چلا گیا اور بیوی سے عہد لیا کہ میرے واپس آنے تک تو گھر کے بالاخانہ سے نیچے نہیں اترے گی۔ تحتانی منزل میں اس خاتون کا والد رہتا تھا اس کا والد بیمار ہو گیا اس عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آدمی بھیجا اور شوہر کے ساتھ عہد کا ذکر کرنے کے بعد دریافت کیا کہ مجھے والد کی عیادت کے لئے نیچے اترنے کی اجازت ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شوہر کی اطاعت کر یعنی آپ نے نیچے اترنے کی اجازت نہ دی۔ اتفاق سے اس عورت کا والد اسی مرض میں فوت ہو گیا۔ پھر اس عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نیچے اترنے اور والد کے جنازہ میں شرکت کیلئے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا اپنے شوہر کی اطاعت کر۔ چنانچہ اس عورت کے والد کو دفن کر دیا گیا۔ اور شوہر کی اطاعت کی وجہ سے وہ عورت نیچے نہ اتری۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت کی طرف آدمی بھیجا اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کی مغفرت اس لئے فرما دی ہے کہ تو نے شوہر کی پوری اطاعت کی تھی۔

چونکہ اس عورت پر شوہر کے عہد پر عمل کرنا واجب تھا اور والد کی عیادت اور موت پر حاضری مستحب تھی اسلیئے حضور علیہ السلام نے اس خاتون کو نیچے اترنے کی اجازت نہ دی جب اس صالحہ خاتون نے حضور علیہ السلام کے حکم اور شوہر کے عہد پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے اس خاتون کے والد کی مغفرت فرما دی۔ خواتین کو اس واقعہ سے شوہر کی اطاعت کی اہمیت معلوم ہونی چاہیئے۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار اور مہاجرین کی جماعت میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر آپ کو سجدہ کیا آپ کے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں (یعنی سجدے کی اجازت مرحمت فرمائیں)۔ پس آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کرو اگر میں کسی آدمی کو کسی غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو اپنے شوہر کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ اور اگر شوہر بیوی کو حکم کرے کہ زرد پہاڑ سے پتھر اُٹھا کر سیاہ پہاڑ کی طرف نقل کرے اور سیاہ پہاڑ سے پتھر سفید پہاڑ کی طرف نقل کرے تو مناسب ہے کہ بیوی اسکی اطاعت کرے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مذکورہ حدیث میں شوہر کی اطاعت کی اہمیت بیان کی جا رہی ہے کہ جب شوہر کی اطاعت

کیا آپ کو معلوم ہے کہ : ☆ قانون شریعت ہی کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے ☆

میں بیوی کو بے مقصد اور بامشقت کام ایک پہاڑ سے پتھر دوسرے پہاڑ کی طرف نقل کرنا مناسب ہے اور اگر بامقصد اور بے مشقت کام کیلئے شوہر بیوی کو حکم کرے تو بیوی کو شوہر کی بطریق اولیٰ اطاعت کرنی چاہیئے۔

- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی آسمانوں کی طرف صعود نہیں کرتی۔ (۱) مولیٰ کی اجازت کے بغیر بھاگ جانے والا عبد جب تک اپنے مولیٰ کی طرف نہ لوٹے اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے، (۲) اور عورت جس پر شوہر ناراض ہو۔ (۳) اور نشہ والا شخص جب تک ہوش میں نہ آئے۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں اس کو دین اور دنیا کی خیر عطا فرمادی۔ (۱) قلب شاکر اور (۲) زبان ذاکر اور (۳) بدن صابر اور (۴) ایسی بیوی جو شوہر کے لئے اپنی عزت اور اس کے مال میں خیانت نہیں کرتی۔ (مشکوٰۃ شریف)

- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی جبکہ آپ کے پاس بڑے بڑے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے، اس عورت نے کہا (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میرا شوہر صفوان بن معطل جس وقت میں نماز پڑھتی ہوں مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو روزہ افطار کرا دیتا ہے اور فجر کی نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت صفوان بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے وہ چیزیں پوچھیں جو اس کی بیوی نے بطور شکایت ذکر کیں تھیں صفوانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میری بیوی کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں مجھے صفوان مارتا ہے وہ اس لئے ہے کہ یہ نماز میں دو (طویل) سورتیں پڑھتی ہے اور میں نے اس سے اس کو منع کیا، راوی کہتا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک سورۃ ہو تو لوگوں کو کافی ہے (پھر) صفوان نے عرض کیا لیکن میری بیوی کا یہ قول کہ جب میں روزے رکھتی ہوں تو یہ افطار کرا دیتا ہے وہ اس لئے ہے کہ یہ روزے رکھنا شروع ہو جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں پس صبر نہیں کرسکتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت (نفلی) روزے نہ رکھے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے پھر صفوان (نے کہا) لیکن اس

کا قول یہ کہ میں نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے پس بے شک ہم (محنت اور مشقت کے) گھر والے ہیں یہ ہمارے لئے معروف اور عادت ہوگئی ہے۔ہم نہیں جاگ پاتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفوان جب بھی جاگ جائے تو نماز پڑھ لیا کر۔(مشکوٰۃ شریف)

درج بالا حدیث شریف میں بیوی کی شکایت پر الٹا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیوی کو سمجھایا کہ ان باتوں میں تمہارا شوہر حق پر ہے۔نماز میں چھوٹی اور ایک سورۃ پڑھ لیا کر اور نفلی روزے نہ رکھ تاکہ تمہارا شوہر دن کو بھی اپنی خواہش پوری کر سکے اور نماز کے متعلق آپ نے اپنے خاص اختیارات سے صفوان کو سورج کے طلوع ہونے کے بعد بھی نماز پڑھ لینے کی اجازت دے دی لیکن صفوان کے علاوہ کسی کو یہ اجازت نہ تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن درج ذیل الفاظ کے ساتھ عورتوں کا ذکر فرمایا آپ نے فرمایا حَامِلَاتٌ وَالِدَاتٌ مُرْضِعَاتٌ رَحِيمَاتٌ بِاَوْلَادِهِنَّ لَوْلَا مَا يَأْتِيْنَ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ دَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ۔یعنی حمل والیاں بچے، جننے والیاں، دودھ پلانے والیاں اپنی اولاد کے لئے رحم کرنے والیاں اگر ان میں اپنے ازواج کو ایذاء پہچانے والی باتیں نہ ہوتیں تو ان میں سے صرف نماز پڑھنے والیاں بھی جنت میں داخل ہوتیں۔

یعنی نو ماہ تک حمل کی مشقت اور ولادت کے وقت وضع حمل کی شدت کی تکلیف اور دو یا اڑھائی سال بچوں کو مسلسل دودھ پلانے کا عمل اور اپنی اولادوں پر شفقت کرنے والیاں اگر ان کی طرف سے اپنے شوہروں کے لئے ایذاء رسانی اور ناشکری اور بدکلامی اور نافرمانی نہ ہو اور نماز پڑھتی رہیں تو ایسے عورتوں کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا۔

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے جہنم میں دیکھا تو اہل نار لوگوں میں سے اکثر اہل نار عورتیں تھیں۔عورتوں نے عرض کیا کیوں یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا عورتیں لعنت کی کثرت کرتی ہیں اور شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔

● ایک دوسری خبر میں آپ نے فرمایا میں نے جنت میں دیکھا تو اہل جنت لوگوں میں سے عورتیں بہت کم ہیں تو میں نے پوچھا عورتیں کہاں ہیں تو جواب ملا ان کو اَحْمَرَان ذَهَبٌ اور زعفران نے مشغول کر رکھا ہے یعنی دو سرخ چیزوں سونے اور زعفرانی خوشبو نے انکو جنت سے محروم کردیا ہے۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

حقیقت یہی ہے کہ سونا زیورات اور خوشبو دار اشیاء پرفیومز اور پوڈر اور کریمیں عورت کی کمزوری ہے اور اس میں منہمک ہونے کی وجہ سے نہ انہیں نماز کا خیال ہوتا ہے نہ روزے کا نہ زکوٰۃ اور نہ کسی دوسری عبادت کا۔ اس لئے ان اشیاء کی وجہ سے جنت سے دور کردی گئیں۔

● حضرت عائشہ سے روایت ہے ایک نوجوان لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ میں نوجوان ہوں مجھے نکاح کی دعوت دی جاتی ہے اور میں نکاح کرنے کو ناپسند کرتی ہوں، شوہر کا بیوی پر کیا حق ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر شوہر کے سر سے لے کر قدموں تک پیپ ہو اور بیوی اس کو زبان سے صاف کرے تو بھی بیوی شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرسکتی۔ نوجوان لڑکی نے عرض کیا کیا میں نکاح نہ کروں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں نکاح کرلو بے شک یہ بہتر ہے۔ (احیاء العلوم)

اس حدیث مبارک میں بیوی پر شوہر کیلئے خدمت اور اطاعت کی اہمیت کا درس ہے کہ بیوی کمال خدمت کے عمل سے بھی شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرسکتی۔

● ایک جگہ حضور علیہ السلام نے فرمایا عورت عورت ہے یعنی عورت سراپا ننگ اور مخفی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو اس عورت کا استقبال شیطان کرتا ہے یعنی شیطان اس کے خروج سے خوش ہوتا ہے اور عورتوں کو شکار کرنے والی جال کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اسلئے حضور علیہ السلام نے عورتوں کیلئے حبائل الشیطان فرمایا۔ یعنی عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ لہٰذا عورت کو بلاوجہ شرعی گھر سے نہیں نکلنا چاہئے اور اگر نکلنے کی ضرورت ہو تو حجاب کے ساتھ نکلے اور دورانِ سفر نگاہیں نیچی رکھے۔ کسی اجنبی مرد سے آنکھیں دوچار نہ کرے اور اگر کسی اجنبی مرد سے کلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو مسکراہٹ اور نرم لہجہ میں بات نہ کرے۔

● ایک حدیث شریف میں ہے عورت کے لئے دس عورات ہیں یعنی دس ننگ اور ستر ہیں جن کو چھپانا ضروری ہے، ان سے عورت کا ایک ستر شوہر ہے اور عورتوں کے نو ستر قبر ہے۔ (اس کی مزید تفصیل معلوم نہیں ہوسکی)۔ امام غزالی فرماتے ہیں شوہر کے بیوی پر حقوق کثیرہ سے دو اہم حق ہیں ایک یہ کہ اپنی عزت کی حفاظت اور ستر یعنی غیر محرم لوگوں سے مستور رہنا دوسرا یہ کہ شوہر سے ضرورت سے زیادہ اخراجات کا مطالبہ نہ کرنا، موجودہ دور کی خواتین میں نہ حفاظت ہے اور نہ ستر ہے اور نہ ہی اخراجات کے مطالبہ میں قناعت ہے بلکہ عریانی ہے، بے حیائی ہے، فحاشی ہے اور اخراجات کی حالت

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

یہ ہے کہ ہمارے ایک دوست فرمایا کرتے ہیں آج کل بیوی کو پالنا ہاتھی کو پالنا ہے، میں نے عرض کیا حضرت ایک ہاتھی نہیں دس ہاتھی فرمائیں کیونکہ روزانہ دسترخوان پر دو دو تین ڈشیں صبح ناشتہ دوپہر اور شام کھانا اور سارے دن منہ کو حرکت میں رکھنے کے لئے کم از کم پچاس پان اور متعدد دفعہ مشروبات اور چائے۔ روزانہ مے کپ اور بازار آنے جانے کے اخراجات اور چالیس چالیس اور مہنگے مہنگے لباس کے جوڑے اور سوٹ لیکن بدن کے لئے غیر ساتر اور ساڑھیاں، مہندی کا جوڑا الگ، پارٹیوں پر الگ الگ جوڑا بارات پر الگ، ولیمہ پر الگ رات کا لباس الگ اور دن کا الگ، ہر تقریب کے لئے نیا جوڑا۔ طہارت اور روحانی پاکیزگی کی خوش بو سے عاری بالوں اور جسم کو معطر اور خوشبودار رکھنے کے لئے سینکڑوں قسم کے پرفیومز اور پوڈر اور کریمیں اور جسم اور بالوں کیلئے بیسیوں قسم کی الیکٹرک مشینیں اور دوسرے تیسرے دن بیوٹی پارلر کے اخراجات الحفیظ والامان۔ کسی متوسط حلال آمدنی والے شخص کی طاقت سے خارج ہیں۔ البتہ منشیات فروش اور جاگیردار اور سرمایہ دار اخراجات برداشت کر سکتے ہیں، جن کی بے حد آمدنی نے پورے معاشرہ کو بگاڑ دیا ہے۔

- لڑکیوں کے والدین پر واجب ہے کہ اپنی بچیوں کی تربیت کریں اور لوگوں کے ساتھ معاملات خصوصاً شوہر کے ساتھ حسن معاشرہ کے آداب کی تربیت دیں جیسا ہے کہ درج ذیل روایت میں ایک ماں نے اپنی بیٹی کو نصیحت فرمائی تھی۔

- حضرت اسماء بنت خارجہ فزاری نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت رخصت ہونے پر نصیحت فرمائی کہ اے بیٹی تو اپنے گھونسلے سے نکل رہی ہے جس میں تو بڑی ہوئی اور ایسا فراش اور بچھونا بننے جا رہی ہے جسے تو نہیں جانتی اور ایسے رفیق کے پاس جا رہی ہے جس سے تو مالوف اور مانوس نہ تھی تو اس رفیق حیات کے لئے زمین بن جانا کہ وہ تیرے لئے آسمان بن جائے تو اس کے لئے بچھونا بن جانا تاکہ وہ تیرے لئے آسرا بن جائے تو اس کی لونڈی بن جانا تاکہ وہ تیرے لئے عبد بن جائے بالکل چپک نہ جانا کہ وہ تجھے ناپسند کرے گا اور بالکل دور نہ ہونا وہ تجھے بھول جائے گا جب وہ قریب ہونے لگے تو اس کے قریب ہو جا جب وہ دور ہونے لگے تو دور ہو جا۔ اس کے ناک اور کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تمہارا رفیق تجھ سے خوشبو ہی سونگھے اور حسین اور نرم کلام سنے اور جمال اور حسن کو دیکھے یعنی بیوی کو اپنے شوہر کے لئے معطر اور صاف ستھرا رہنا چاہئے۔

شوہر کے غصہ کے وقت خاموش رہنا مرد کی عیب جوئی نہ کرنا، شوہر کی غیبت نہ کرنا اس

کے وقار کا خیال کرنا، گالی کا جواب نہ دینا، تہمت کی جگہ نہ جانا، شوہر جس جگہ جانے سے روکے اگرچہ تیرے والدین اور رشتے دار ہوں نہ جانا بلاوجہ پڑوس میں نہ جانا، اجنبی لوگوں سے اختلاط اور میل جول نہ رکھنا اگر شوہر کا دوست گھر آئے اور شوہر گھر نہ ہو تو شوہر کے دوست کو گھر نہ بلانا بلکہ تلخ لہجہ میں بات کرنا اور کلام کو طویل نہ کرنا اور شوہر کی آمدنی پر قناعت کرنا اور شوہر کے عزیزوں اور رشتہ داروں خصوصاً اس کے والدین کا احترام کرنا، شوہر کیلئے ہر وقت پاک صاف ہو کر تیار رہنا تاکہ جب چاہے اپنی حاجت پوری کر لے، اپنی اولاد پر شفقت کرنا، اولاد کی سب وشتم سے اجتناب کرنا، شوہر کی جائز اور ناجائز بات کا جواب نہ دینا، شوہر کے سامنے نجاست حیض ونفاس کا خون اور خون آلود کپڑے نہ رکھنا، شوہر کے سامنے خلال نہ کرنا اور نہ تھوکنا، جوئیں نہ نکالنا، شوہر کے جنسی عمل کو راز میں رکھنا اور اس کی کیفیت یا کمزوری بیان نہ کرنا، ایسے امور میں جو عورت پر بحیثیت بیوی لازم ہیں اور محبت کے دوام کے لئے ضروری ہیں۔ خصوصاً شوہر پر زنا اور ناجائز دوستی کا الزام لگانا نہایت مضر ہے۔

اگر بیوی خوبصورت ہو اور شوہر بدصورت تو بیوی کو تعلّی اور بڑائی نہ کرنا شوہر کو بدصورت نہ کہنا، مذکورہ تمام امور بیوی کے آداب سے ہیں۔

● روایت ہے معروف صرف ونحو کے عالم حضرت اصمعی کہتے ہیں میں ایک گاؤں گیا تو دیکھا ایک چاندصورت حسینہ اور جمیلہ عورت نہایت بدصورت اور قبیح المنظر شوہر کے ساتھ خوش وخرم زندگی گزار رہی ہے۔ تو میں نے اس خاتون سے کہا کیا تو اپنے لئے راضی ہے کہ ایسے شوہر کے پاس رہے اس خاتون نے جواب دیا اے فلاں چپ ہو جا تو نے یہ بات کر کے اچھا نہیں کیا ہو سکتا ہے میرے شوہر نے کوئی ایسی نیکی کی ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور اس نیکی کی جزاء اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی بیوی بنایا ہو اور ہو سکتا ہے کہ میں نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مجھے اس بدصورت شوہر کی صورت دی ہو پس میں کیوں راضی نہ ہوں اس شوہر پر جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پسند فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے۔

پھر اصمعی کہتے ہیں میں نے گاؤں میں دیکھا ایک خاتون نے سرخ عروسی لباس پہنا ہوا ہے اور مہندی سے ہاتھ سرخ ہیں لیکن تسبیح پڑھ رہی ہے تو میں نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے (یعنی اس لباس اور زینت میں تسبیح پڑھنا کیسا ہے) تو اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے اوپر وہ حق ہے جو میں وہ تسبیح کی صورت میں ادا کر رہی ہوں اور دوسرا حق شوہر کے لئے زینت

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام، فقہی احکام کہلاتے ہیں ☆

اور لہو کا ہے وہ بھی ادا کر رہی ہوں تو اصمعی کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ نیک عورت ہے اور اس نے زینت اپنے شوہر کیلئے کی ہوئی ہے اور تسبیح اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پڑھ رہی ہے۔ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ پاک اور صاف اور عفیفہ صالحہ بیوی عطا فرمائے۔

- ایسی بیوی جو نماز اور روزہ ادا نہ کرے جس کے لباس سے بدبو آتی ہو اور کپڑوں اور جسم کے مستور اجزاء پر نجاست کے داغ ہوں، ہاتھوں اور پیروں میں جانوروں کے گوبر خشک ہو جائیں اور انہیں ہاتھوں سے گھر کا کام کاج کرے حتیٰ کہ آٹا گوندھے نہ بات کرنے کی تمیز ہو اور نہ بیٹھنے اُٹھنے کا سلیقہ، صرف عورت کی شکل ہو لیکن اس کے اخلاق اور عادتیں جانوروں جیسی ہوں، حیاء نام کی کوئی چیز نہ ہو جب بھی گفتگو کرے فحش بکواس کرے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی رفیقہ حیات سے نجات عطا فرمائے۔

- حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسے شوہر پر جو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ جائے اور تہجد کے نوافل پڑھے اور بیوی کو اُٹھائے اگر بیوی نہ اُٹھے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے بیوی اُٹھ جائے اور تہجد ادا کرے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی بیوی پر کہ تہجد کے نوافل پڑھ کر شوہر کو جگائے اگر نہ جاگے شوہر کے چہرہ پر پانی چھڑک کر اس کو جگائے شوہر اُٹھ جائے اور تہجد پڑھے۔ نماز پنجگانہ تو فرض ہیں اور تہجد کی نماز مستحب ہے۔ صالحات خواتین نماز پنجگانہ کے علاوہ تلاوت وظائف اور تہجد اور اشراق بھی ادا کرتی ہیں اور بعض خواتین اس گئے گزرے دور میں بھی پنجگانہ نمازوں کے علاوہ دس دس پارے روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہیں اور روزانہ تہجد اور اشراق اور چاشت اور اوابین کے نوافل کے علاوہ صلوٰۃ التسبیح کی نماز بھی ادا کرتی ہیں۔

- اور بیوی کے آداب سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ شوہر کو کسی حال میں اپنے قول اور عمل سے ایذاء نہ پہنچائے اور جب شوہر گھر آئے مسکراہٹ سے اس کا استقبال کرے اور مشروبات و ماکولات سے اسکی تواضع کرے اور خوشی کا اظہار کرے۔

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیوی دنیا میں اپنے مسلمان شوہر کو ایذاء نہیں پہنچاتی مگر جنت میں موجود سفید بڑی آنکھوں والی (حورعین) اس شوہر کی اُخروی بیوی کہتی ہے اے دنیا کی بیوی اللہ تعالیٰ تجھے قتل کرے شوہر کو تکلیف نہ دو وہ تیرے پاس مہمان ہے عنقریب میرے پاس پہنچنے والا ہے۔

☆ الفقہ حقیقتہ الفتح و الشق ☆ فقہ کے معنی ہیں کھولنا اور بیان کرنا ☆

- بیوی کے آداب سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ بیوی حسب طاقت شوہر کے گھر کی نگرانی اور دیکھ بھال کرے۔ گھر کی صفائی اور کھانا اور شوہر کے کپڑے وغیرہ صاف کرنے کا کام کرتی رہے اور شوہر کیلئے مناسب ہے بیوی کے گھر سے باہر کے کام کرتا رہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ تمہارے باہر کے کام کرے گا اور تم علی کے گھر کے کام کروگی۔

- حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میرے ساتھ (حضرت) زبیر بن عوام نے نکاح کیا تو ان کے پاس سوائے ایک اونٹنی اور گھوڑے کے کچھ نہ تھا میں ان کے گھوڑے کی خدمت کرتی تھی اس کو گھاس ڈالتی تھی، زبیر کی طرف سے گھوڑے کی مشقت میں کفایت کرتی تھی اور کھجور کی گٹھلیاں باریک کر کے ان کی اونٹنی کو کھلاتی تھی اور اس پر پانی بھر کے لاتی تھی اور تقریباً دو میل سے گٹھلیاں جمع کر کے اور سر پر اُٹھا کے لے آتی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک لونڈی عطا فرمائی تو گھوڑے کی خدمت سے میں آزاد ہوگئی۔

- فرماتی ہیں ایک دن پیدل سر پر کھجور کی گٹھلیاں اُٹھا کر واپس آرہی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کے ساتھ کسی سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ میری آپ سے ملاقات ہوگئی آپ نے فرمایا: ''اخ اخ'' آپ نے ارادہ فرمایا اونٹنی بٹھا کر مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیں مجھے زبیر کی غیرت یاد آئی میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے سے شرم کا اظہار فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے شرم کو سمجھ گئے۔ میں زبیر کے پاس آئی تو ساری حکایت عرض کی حضرت زبیر نے فرمایا تیرا سر پر گٹھلیاں اُٹھانا میرے لئے زیادہ سخت اور افسوسناک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے سے یعنی حضرت اسماء سے فرمایا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہوجاتی تو یہ تیرے لئے میرے نزدیک بہتر تھا کیونکہ آپ علیہ السلام ہر عورت کے لئے محرم اور باپ کی طرح ہیں۔ ان روایات سے معلوم ہوا شوہر کے گھر کے کام اگر بیوی سنبھال لے تو یہ اچھی چیز ہے۔ اگر بیوی کے لئے شوہر کے گھر کے کام ظلم ہوتا تو حضور علیہ السلام اس سے منع فرمادیتے۔

عمدہ لکھائی .... بہترین چھپائی
مسودہ دیجئے .... کتاب لیجئے
جمیل برادرز
ناظم آباد نمبر 2 کراچی

شوہر پر بیوی کے حقوق

جیسا کہ پہلے باب سے معلوم ہو چکا شریعت میں بیوی پر شوہر کے لئے صرف ایک چیز واجب ہے کہ جب بیوی حیض اور نفاس سے پاک ہو اور احرام کی حالت میں نہ ہو اور ظہار کے کفارہ ادا کرنے سے پہلے کی حالت میں نہ ہو مرد کو اپنے جسم سے نفع اُٹھانے سے نہ روکے کیونکہ قضاء شہوت میں بیوی پر شوہر کی اطاعت شرعی واجب ہے، جنسی افعال کی اطاعت مخصوصہ کے علاوہ دیگر امور میں شوہر کی اطاعت شرعی واجب نہیں بلکہ اخلاقاً واجب ہے۔ اس لئے شرعی عدالت بیوی کے خلاف شوہر کے دوسرے کاموں سے انکار کی صورت میں حکم نہیں کر سکتی۔

مثلاً شوہر بیوی کے گھر سے باہر کے کام کرے اور بیوی شوہر کے گھر کے اندر کے کام کرے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کام تقسیم کر دیئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر کے اعمال حضرت علی کیا کرتے تھے اور حضرت علی کے گھر کے اندر کے اعمال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ مقرر فرمائے تھے۔

- نکاح ہو جانے کے بعد رخصتی اور شوہر کے گھر منتقل ہونے سے پہلے اگر منکوحہ شوہر سے اپنے جسم کے منافع نہ روکے اور رخصتی سے انکار نہ کرے تو بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہو جاتا ہے۔ اور رخصتی اور شوہر کے گھر منتقل ہونے کے بعد بیوی صغیرہ ہو یا کبیرہ مسلمہ ہو یا کتابیہ کے لئے شوہر پر تین چیزیں شرعاً واجب ہو جاتی ہیں اول طعام، دوم کپڑے، سوم سکنی (رہائش دینا)۔ کیونکہ بیوی پر شوہر کے لئے شوہر کے گھر میں رہنا واجب ہے اور یہ ضابطہ ہے جو شخص کسی غیر کے لئے محبوس ہو تو اس کا نفقہ اور سکنی اس پر واجب ہوتا ہے جیسے مفتی اور قاضی اور مجاہدین کا نفقہ اور جملہ ضروری اخراجات مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کرنا واجب ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ حضرات عوام کے لئے محبوس ہوتے ہیں خود کاروبار نہیں کر سکتے، یہی حکم مدارس دینیہ اور دینی تنظیمات کے ناظمین کے لئے ہے مدرسوں کے ناظمین کے جملہ اخراجات مدرسہ کے بیت المال سے ادا کئے جائیں گے۔

- چونکہ شوہر کے حق احتباس کی وجہ سے بیوی کے لئے ممنوع ہے کہ شوہر کے گھر سے بلااذن شوہر خارج ہو، خواہ مزدوری کرے یا کاروبار کرے اس لئے شوہر پر مذکورہ تینوں چیزیں واجب ہیں۔ سورۃ طلاق میں ہے اَسۡکِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَیۡثُ سَکَنۡتُمۡ مِنۡ وُّجۡدِكُمۡ ۔ (ترجمہ):

☆ لا اجتہاد عند ظہور النص ☆ نص کی موجودگی میں اجتہاد جائز نہیں ☆

بیویوں کو اس جگہ رہائش دو جس جگہ تمہاری رہائش ہو اپنی حیثیت کے مطابق۔ دوسری آیت میں وَلاَ تُضَارُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ۔ (طلاق:٦) (ترجمہ): بیویوں کو ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ تم ان پر تنگی کرو۔

ایک جگہ فرمایا:

وَاِنْ كُنَّ اُوْلَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (طلاق:٦)

اور اگر (تمہاری) بیویاں حمل والی ہیں پس ان پر خرچ کرو حتیٰ کہ وہ اپنے حمل کو وضع کریں اور اتاریں۔

اور فرمایا:

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَه' رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (بقرہ:۲۳۳)

اور مولود لہ یعنی جس شخص کے لئے بچے کی ولادت ہوئی (یعنی شوہروں پر بیویں کا رزق اور لباس عرف کے مطابق واجب ہیں۔

پھر فرمایا:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُه' فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ۔

(طلاق:۷)

ضرور خرچ کریں اپنی وسعت سے وسعت والے (مالدار) اور وہ شخص جس کا رزق تنگ کیا گیا ہے پس وہ ضرور خرچ کرے اس مال سے جو اس کو اللہ تعالیٰ نے دیا۔

- حدیث شریف میں ہے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا عورت کا شوہر پر کیا حق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر کھانا کھائے بیوی کو بھی کھانا کھلائے اور جب کپڑے پہنے تو اس کو بھی کپڑے پہنائے۔
- شوہر پر شرعاً بیوی کے تین حق واجب ہیں۔ اول ماکولات اور مشروبات یعنی بیوی کے کھانے اور پینے کی اشیاء شوہر کو فراہم کرنا واجب ہے۔ دوم ملبوسات سردیوں اور گرمیوں کے لباس، سوم رہائش کیلئے مکان۔ حقوق کے معاملہ میں خلاصہ یہ ہے کہ بیوی پر صرف ایک فرض ہے کہ شوہر کے گھر منتقل ہو کر اپنے جسم کے منافع شوہر کو تسلیم کر دے یا بیوی اپنے گھر میں شوہر کو اپنے جسم سے نفع اُٹھانے کی قدرت دیدے لیکن شوہر پر بیوی کے غناء یا فقر کی حالت کی مناسبت سے ہر وہ چیز واجب ہے جو بیوی کو کفایت کرے ماکولات اور مشروبات یعنی عرف کے مطابق کھانے پینے کی تیار اشیاء اور ملبوسات

اور مفروشات پہننے اور سونے کیلئے ضرورت کے مطابق کپڑے اور بستر ے اور برتن اور ایسا گھر اور کمرہ جس میں شوہر کے عزیز اور رشتہ دار قیام پذیر نہ ہوں۔ یہ سب چیزیں شوہر کو فراہم کرنا واجب ہے۔

● اور ہر وہ چیز جو بیوی کی ذاتی ملکیت ہے اور والدین یا دوستوں اور رشتہ داروں سے بیوی کو وصول ہوئی۔ بیوی پر واجب نہیں کہ وہ شوہر کے گھر استعمال کرے مثلاً بیوی کے ذاتی کپڑے ہوں یا برتن ہوں یا فرنیچر، فرج، ٹی وی، جوسر مشین اور دیگر ذاتی اشیاء بیوی اپنی اشیاء کو شوہر کے گھر میں استعمال کرنے میں مختار ہے اس پر جبر نہیں ہوسکتا۔ چاہے تو وہ اسٹور میں رکھے یا فروخت کر دے اور چاہے تو شوہر کے گھر میں استعمال کی اجازت دیدے۔ شامی میں بحر الرائق سے منقول ہے:

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمَرْءَ ةَ لَیْسَ عَلَیْهَا اِلَّا تَسْلِیْمُ نَفْسِهَا فِیْ بَیْتِهٖ وَعَلَیْهِ لَهَا جَمِیْعُ مَا یَکْفِیْهَا بِحَسْبِ حَالِهَا مِنْ اَکْلٍ وَشُرْبٍ وَلُبْسٍ وَفُرُشٍ وَلَا یَلْزَمُهَا اَنْ تَتَمَتَّعَ بِمَا هُوَ مِلْکُهَا وَلَا تَفْرِشُ لَهٗ شَیْئًا مِنْ فِرَاشِهَا (اِلٰی) لَوْکَانَ لَهَا اَمْتِعَةٌ مِنْ فُرُشٍ وَنَحْوِهَا لَا یَسْقُطُ عَنِ الزَّوْجِ ذَالِکَ بَلْ یَجِبُ عَلَیْهِ وَقَدْ رَأَیْنَا مَنْ یَأْمُرُهَا بِفَرْشِ اَمْتِعَتِهَا لَهٗ وَلِاَضْیَافِهٖ جَبْراً عَلَیْهَا وَذَالِکَ حَرَامٌ کَمَنْعِ کِسْوَتِهَا۔ الخ (شامی باب النفقہ)

اور خلاصہ یہ ہے کہ بیوی پر کوئی چیز واجب نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنا نفس شوہر کے گھر میں شوہر کو تسلیم کر دے اور شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کی حیثیت کے مطابق ہر وہ چیز فراہم کرے جو بیوی کی ضرورتوں کے لئے کافی ہو، کھانے اور پینے اور لباس اور بچھونے سے اور بیوی پر لازم نہیں کہ وہ اپنا ذاتی مال اور سامان شوہر کے گھر استعمال کرے اور بیوی کو لازم نہیں کہ اپنے ذاتی بستر ے اور پلنگ استعمال کرے۔ اگر بیوی کے اپنے ذاتی بستر ے اور سامان وغیرہ موجود ہیں تو بھی شوہر سے ان اشیاء کا فراہم کرنا ساقط نہیں ہے بلکہ اس پر واجب باقی ہے اور ہم نے دیکھا اس شخص کو جو اپنی بیوی پر حکم چلاتا ہے کہ اپنا ذاتی سامان شوہر کو اس کے لئے اور اس کے مہمانوں کے لئے استعمال کرنے دے اور وہ بیوی کو مجبور کرتا ہے حالانکہ یہ اس شوہر کیلئے حرام ہے جس طرح بیوی کے کپڑے اس کو استعمال کرنے ممنوع ہیں۔

یعنی بیوی کی ذاتی اشیاء سے شوہر کو اس کی اجازت کے بغیر نفع اُٹھانا اور استعمال کرنا حرام

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

نے اسی طرح بیوی کو مجبور کرنا کہ شوہر کو اپنا مال استعمال کرنے دے حرام ہے۔ نیز بیوی کی اپنی ذاتی ملکیت کی اشیاء کے باوجود شوہر پر بیوی کیلئے ماکولات اور مشروبات اور ملبوسات فراہم کرنا واجب ہے بلکہ اگر مقرر شدہ مقدار اور تعیین شدہ نفقہ سے بیوی بچت کرتی رہے تو بچت سے جمع ہونے والے مال سمیت شوہر کو حسب تقدیر اور تعیین نفقہ دیتے رہنا واجب ہے۔ بچت بیوی کی ذاتی ملکیت ہوتی ہے۔

- البتہ اگر رخصتی سے پہلے لڑکی والوں کو شوہر کچھ رقم دیدے کہ اس رقم سے میرے گھر کے لئے یا میرے لئے سامان خرید کرلو (اس ایڈوانس رقم کو) (فارسی عرف میں دستپیمان کہتے ہیں) تاکہ لوگوں میں لڑکی والوں کی عظمت اور وقار قائم رہے اس رقم سے جو سامان خریدا جائے وہ سامان شوہر کا ہوگا۔ اس لئے شوہر کو اس سامان سے بیوی کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز ہے۔

- اور اگر لڑکی والے شوہر سے رقم لے کر سامان نہ خریدیں تو شوہر اس رقم کی واپسی کا مطالبہ بھی کرسکتا ہے۔

- مجھے یہ جان کر تعجب ہوا کہ بعض بڑے بڑے مشائخ اور علماء اور سرمایہ دار اپنی لڑکی کی رخصتی سے پہلے شوہر سے بھاری رقم پیشگی لے لیتے ہیں اور لڑکی کے جہیز کے نام پر قیمتی زیورات اور دیگر اشیاء خرید لیتے ہیں اور متعدد ٹرک سامان لڑکی کے جہیز میں دے دیتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ لڑکی والوں نے اپنی بیٹی کو بھاری جہیز دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ریاکاری اور منافقت اور خسیس اور رذیل اعمال سے پناہ عطا فرمائے مگر ایسی صورت میں اگر شوہر نے پیشگی رقم اس شرط کے ساتھ دی تھی کہ اس کا سامان خرید کر واپس میرے گھر بھیج دیا جائے تو وہ سامان شوہر کا ہوگا اور اگر شوہر نے بطور تعاون رقم فراہم کی تھی جس طرح فقیر لوگ اپنی لڑکی کی رخصتی پر کچھ رقم شوہر سے پیشگی لے لیتے ہیں تاکہ اپنی بیٹی کی رخصتی کرسکیں تو اس رقم سے جو سامان خریدا گیا اور جہیز میں دیا گیا وہ لڑکی کا ہے اس سے شوہر کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ بطور ہدیہ دی گئی رقم قبضہ کے بعد بیوی کی ملکیت ہوتی ہے۔

- چونکہ عورت کا بیوی ہونا نکاح ہوجانے پر ثابت ہوجاتا ہے۔ اس لئے نکاح ہوجانے کے بعد اگرچہ رخصتی نہ ہو شوہر پر طعام اور کسوۃ (کپڑے) اور سکنی (مکان) واجب ہوجاتے ہیں۔ بشرطیکہ بیوی کی طرف سے جسم سے نفع اُٹھانے کی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ شوہر پر اپنی اور بیوی کی مالی حیثیت اور پوزیشن کے مطابق بیوی کا طعام اور کپڑے اور مکان فراہم کرنا واجب ہوتا ہے۔ اگر میاں بیوی دونوں مالدار ہیں تو بیوی کے ذاتی اخراجات کے علاوہ اس بیوی کی ضرورت کے مطابق ایک یا

متعدد نوکر فراہم کرنا بھی شوہر پر واجب ہوں گے۔ جو کہ بیوی کے داخلی اور خارجی کام کریں گے۔ مثلاً بیوی ہونے والی لڑکی اگر کسی حاکم یا اعلیٰ افسر یا کسی مل مالک یا سرمایہ دار کی بیٹی ہے اور والدین کے گھر میں کھانا بنانے اور گھر کی صفائی کرنے کی اس کی عادت نہیں تھی تو ایسی بیوی کیلئے اس کی حیثیت کے مطابق متعدد نوکر اور نوکرانیاں باورچی، ڈرائیور، گھر کی صفائی کرنے والا، کپڑے صاف کرنیوالا دھوبی اور استری کرنے والا فراہم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر زوجین متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں تو ان کی مالی حیثیت کے مطابق شوہر پر طعام اور کپڑوں کا انتظام کرنا واجب ہے اور اگر زوجین نہایت فقیر لوگ ہیں تو شوہر پر فقیروں کی حیثیت کے مطابق خوراک اور کپڑوں کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔

اور متوسط اور غریب زوجین کے گھروں میں اگر بیوی مریضہ نہیں ہے تو بیوی کو اپنا کھانا خود پکانا اور تیار کرنا ہوگا اور گھر کے کام اخلاقاً خود کرنا واجب ہوں گے اور اگر شوہر مالدار ہو اور بیوی فقیر ہو یا بیوی مالدار ہو اور شوہر فقیر ہو تو درمیانے قسم کا طعام اور کپڑے شوہر پر واجب ہوں گے یعنی یسار سے کم اور اعسار سے زائد ہونے چاہئیں۔ طعام اور کپڑوں میں اپنی قوم کے عرف اور رواج کو دخل ہوتا ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں نفقہ زوجہ میں خوشحالی اور تنگدستی کی کوئی جامع تعریف نہیں کی گئی شاید اس کی وجہ عرف اور رواج پر اعتماد کرنا ہے۔

بحرالرائق میں ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے اگر زوجین دونوں غنی ہوں تو شوہر پر غنیوں والا نفقہ واجب ہوگا اور اگر دونوں فقیر ہوں تو فقیروں والا نفقہ واجب ہوگا اور اگر شوہر غنی ہو اور بیوی فقیر ہو یا بیوی غنی ہو اور شوہر فقیر ہو تو ظاہر الروایت کے مطابق شوہر کے حال کا اعتبار ہوگا لیکن مفتی بہ قول یہ ہے کہ ان دو مسئلوں میں نفقہ الوسط واجب ہوگا یعنی یسار اور غنی سے کم اور فقر اور تنگدستی سے زیادہ۔ شامی میں ہے: ذَالِکَ یَختَلِفُ بِاختِلافِ الاَمَاکِنِ حَرًّا وَبَرْدًا وَّالْعَادَاتِ۔ یعنی نفقہ گرمی اور سردی میں مختلف جگہوں اور عادات کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔

فائدہ: ذکر کی گئی بحث اور اخراجات کی تفصیل وجوب اور عدم وجوب کے حوالہ سے ہے ورنہ احسان اور تبرع کے حوالہ سے حدیث شریف میں ہے شوہر جو لقمہ بیوی کے منہ دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے لہٰذا بیوی کے جملہ اخراجات اور مطالبات کا پورا کرنا بیوی کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی ہے اور اس کے دو اجر ملیں گے ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ اور اگر یہی احسانات کسی اجنبی کے

ساتھ کئے جائیں تو صرف ایک اجر ملے گا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی بیوی حضرت زینب کو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تو شوہر پر صدقہ کرے گی تو تجھے دو اجر ملیں گے ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا اور اگر بیوی اپنے حقوق ساقط کر دے تو اس کو بھی دوگنا اجر ملے گا لہٰذا درج بالا تفصیل اس وقت ہے جب میاں بیوی ایک دوسرے پر احسان نہ کرنا چاہیں۔ ورنہ توسع اور احسان کا باب بہت وسیع ہے اور اسی میں محبت کا قائم ہونا مضمر ہے۔

- بیوی کے لئے صاف اور ستھرا رہنا اور جسم کو معطر رکھنا ضروری ہے تاکہ شوہر کے لئے کشش کا باعث ہو اور شوہر بیوی میں رغبت کرے نفرت نہ کرے۔ اس لئے بیوی کے صاف ستھرا اور معطر رہنے کے لئے صابن اور شیمپو اور معطر کریمیں اور پرفیوم اور زیور کا شوہر کے لئے انتظام کرنا ضروری ہے اسی طرح کنگھا، ٹوتھ برش، ٹوتھ کریم یا پاؤڈر وغیرہ کا انتظام کرنا شوہر پر واجب ہے۔
- بیوی کے علاج کا حکم ہر قوم کے عرف پر ہوگا قدیم زمانہ میں عرف یہ تھا کہ بیوی کا علاج شوہر کی ذمہ داری نہیں تھی لیکن موجودہ دور میں شوہر کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے اس لئے بیوی کا علاج بھی شوہر پر واجب ہوگا۔ (عامہ کتب) فروٹ اگرچہ نفقہ میں داخل نہیں ہیں لیکن کبھی کبھی انتظام کرنا چاہئے۔ مگر سگریٹ یا قہوہ وغیرہ شوہر پر واجب نہیں ہے۔ (شامی)
- اگر بیوی اشراف سے ہے والدین کے گھر میں سالن اور کھانا نہیں بناتی تھی یا بیماری کی وجہ سے روٹی اور سالن نہیں پکا سکتی تو شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کو روٹی اور سلان بنانے والا خادم فراہم کرے یا پھر تیار سالن اور روٹی فراہم کرے اور اگر بیوی اپنا سالن اور روٹی پکا سکتی ہے مریضہ نہیں اور بنات اشراف سے نہیں ہے تو شوہر پر تیار سالن اور روٹی فراہم کرنا واجب نہیں ہے بلکہ صرف خورد و نوش کی اشیاء فراہم کرنا واجب ہے اور بیوی اپنے کھانے کا خود اہتمام کرے گی۔ لیکن بیوی کا اپنے کھانے اور پینے کے اعمال خود کرنا بھی بیوی پر اخلاقاً واجب ہیں۔ شرعاً واجب نہیں لہٰذا غیر اشراف کی بیٹی اخلاقی واجب امور اور اعمال کی اجرت نہیں لے سکتی اور شرعاً واجب نہ ہونے کی وجہ سے قاضی بیوی پر مذکورہ اعمال کے واجب ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ البتہ بیوی کے لئے شوہر پر طعام تیار کرنے کے آلات فراہم کرنا شرعاً واجب ہیں تاکہ اپنا کھانا بنا سکے۔

فائدہ: یاد رہے شرعی وجوب وہ ہوتا ہے جس کے مطالبہ پر قاضی فیصلہ کر سکتا ہے اور اخلاقی وجوب کے فیصلہ کا قاضی کو اختیار نہیں۔ لہٰذا بیوی پر شرعاً اور قضاءً اپنے اور شوہر کے کھانے اور پینے کی

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

اشیاء کا تیار کرنا حتیٰ کہ اپنے کپڑے تک دھونا بھی واجب نہیں بلکہ اخلاقاً اور دیانتہً واجب ہیں۔ بلکہ قضاء وشرعاً تو شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کو تیار کھانا اور صاف کپڑے فراہم کرے اور شوہر اور بچوں کے رشتہ دار دیگر افراد مثلاً شوہر کے والدین اور عزیزوں کا کھانا تیار کرنا اور ان کے کپڑے دھونا اور استری کرنا اور گھر کا جھاڑو دینا، باتھ روم صاف کرنا اور شوہر کے مہمانوں کا کھانا تیار کرنا، بچوں کے نجاست آلود کپڑے دھونا بیوی پر نہ دیانتہً واجب ہیں اور نہ شرعاً واجب ہیں۔ اگر بیوی شوہر اور اس کے بچوں اور رشتہ داروں اور مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرے یا کپڑے دھوئے تو بیوی کا شوہر پر عظیم احسان ہے۔ شوہر ان کاموں کے لئے بیوی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ موجودہ جہالت کے دور میں بیوی پر شوہر کے کپڑے صاف کرنے اور استری کرنے اور کھانا اور چائے تیار کرنے، بوٹ پالش کرنے اور شوہر کے والد اور والدہ کی جملہ خدمت کے افعال بلکہ دیوروں کے کام اور گھر کی صفائی حتیٰ کہ باتھ روموں کی صفائی اور مہمانوں کے جملہ کام بیوی کے فرائض سے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اگر بیوی یہ کام نہ کرے تو معاملہ زدوکوب تک جا پہنچتا ہے اور بعض دفعہ طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے بیوی بیچاری جو اجنبی گھر میں صرف شوہر کی جنسی خواہش پوری کرنے اور اس کی خوشیوں میں اپنی خوشیاں حاصل کرنے کے لئے آئی تھی اس کی زندگی عذاب بنا دی جاتی ہے۔ خصوصاً ساس اور سسر بہو کے لئے عذاب بنے رہتے ہیں۔ جاہل سسر اور ساس کو اتنا علم بھی نہیں ہوتا کہ بیوی کے کھانے اور پینے اور کپڑوں کے حوالہ سے سارے کام شوہر پر واجب ہیں خود بیوی پر اپنی ذات سے متعلق کام بھی واجب نہیں۔ تو شوہر اور اس کے والدین کے کام بیوی پر کیوں واجب ہوں گے۔ قاضی خان میں ہے:

وَلَيْسَ عَلَيْهَا اَنْ تَعْمَلَ بِيَدِهَا شَيْئًا لِزَوْجِهَا قَضَاءً مِنَ الْخُبْزِ وَالطَّبْخِ وَكَنْسِ الْبَيْتِ وَغَيْرِ ذَالِكَ۔

یعنی بیوی پر قضاءً واجب نہیں کہ شوہر کا کوئی کام کرے۔ روٹی اور سالن پکائے اور گھر کی صفائی وغیرہ کرے۔

اس لئے کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگر بیوی اپنا کھانا تیار کرنے اور کپڑے دھونے سے انکار کر دے تو اس کو یہ حق حاصل ہے اور شوہر بیوی پر جبر نہیں کر سکتا بلکہ شوہر پر بیوی کے لئے تیار کھانا اور صاف

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

کپڑے فراہم کرنا واجب ہے۔ لہٰذا ان اعمال کی وجہ سے بیوی پر جبر اور ملامت ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ جہالت سے پناہ عطا فرمائے۔ اگر بیوی شوہر کے ساتھ سفر پر ہے اور شوہر کی وجہ سے سفر کر رہی ہے تو سفر کے اخراجات بھی شوہر پر واجب ہیں اور اگر بیوی اپنے کام سے سفر کر رہی ہے تو سفر کے اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہیں۔ صرف حضر والے کھانے پینے کے اخراجات واجب ہیں۔

- شوہر پر جس طرح بیوی کے کھانے اور پینے کا انتظام کرنا اور لباس دینا واجب ہے اسی طرح بیوی کے لئے مکان یا کمرہ میں رہائش فراہم کرنا واجب ہے جس میں باتھ روم اور کچن کی سہولت موجود ہو اور وہ مکان شوہر کے والدین اور دیگر رشتہ داروں سے خالی ہو اور خود بیوی کے رشتہ داروں سے بھی خالی ہو۔ اگر بیوی اپنی سوکن کے ساتھ یا شوہر کی ماں اور بہنوں کے ساتھ ایک کمرہ میں رہنے سے انکار کرتی ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے لہٰذا شوہر پر واجب ہے کہ ایسا کمرہ بیوی کی رہائش کے لئے فراہم کرے جس کا گیٹ الگ ہو اور بیوی اس کو تالا لگا سکے کیونکہ بیوی کے سامان اور بیوی کے ساتھ شوہر کا بے تکلفی سے انتفاع کے لئے علیحدہ کمرے کا ہونا ضروری ہے اور مکان میں سونے کیلئے حسب عادت اور حسب حیثیت بستر اور چارپائی یا پلنگ اور تکیے وغیرہ بھی شوہر پر فراہم کرنا واجب ہے۔

لیکن اگر بیوی ناشزۃ ہے یعنی شوہر کو اپنے جسم سے ازدواجی منافع نہیں اُٹھانے دیتی تو اس کا نفقہ اور اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہیں۔ ناشزہ اس بیوی کو کہا جاتا ہے جو شوہر کے گھر سے بغیر حق چلی جائے اور کسی دوسری جگہ قیام پذیر رہے اور شوہر کو اپنے جسم سے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہ دے۔ ایسی بیوی کے اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہوتے اور اس کو ناشزہ کہتے ہیں۔ اور اگر بیوی شوہر کے مکان میں رہائش پذیر ہے لیکن شوہر کو اپنے جسم سے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہیں دیتی تو وہ بیوی ناشزۃ نہیں ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے کیونکہ جبراً وطی کرنا شوہر کے لئے ممکن ہے اور اگر شوہر کا مکان ناجائز اور غصب شدہ ہے بیوی شوہر کے مکان میں رہائش حرام سے بچنے کے لئے ترک کرتی ہے اور چلی جاتی ہے تو بھی وہ نفقہ کی مستحق ہوگی اور اگر مکان میں حرام کا شبہ ہے جیسے حکومت کی جانب سے مکان ہوتا ہے تو بیوی ایسے مکان سے چلے جانے پر نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہمارے زمانہ میں شبہات سے احتراز مشکل ہے اور اگر شوہر کا مکان بے دین لوگوں کے شہر یا محلّہ میں ہے اور بیوی کو وہاں رہنے سے دین کے فساد کا خطرہ ہے تو بیوی

دوسری جگہ رہنے کے باوجود نفقہ کی مستحق ہوگی کیونکہ بیوی کا خروج حق کی وجہ سے ہے مثلاً اہل محلہ کی اکثریت شیعہ ہے یا مرزائی اگر بیوی وہاں نہ رہے اہلسنت کے محلہ میں رہے تو دوسری جگہ رہنے کے باوجود نفقہ کی مستحق ہوگی علامہ شامی نے دروز ملحدین کی آبادی کو دارالحرب کی شبیہ قرار دیا ہے، جس سے ہجرت واجب ہے۔ (باب النفقہ)

- اگر بیوی شوہر کے ساتھ ایسے سفر پر جانے سے انکار کرتی ہے جس میں اس کی عفت کو خطرہ ہے یا شوہر کے کہنے پر اجنبی آدمی کے ساتھ سفر کرنے سے انکار کر دیتی ہے تو بھی نفقہ کی مستحق ہوگی۔ اگر بیوی مرتد ہو جائے یا شوہر کے بیٹے کا شہوت سے بوسہ لے لے یا مباشرت کر لے یا بیوی نکاح فاسد کے ساتھ منکوحہ ہو اور یا بیوی موت کی عدت میں ہو یا نکاح فاسد کی عدت میں ہو تو نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔
- اگر بیوی صرف رات کے لئے شوہر کو اپنا جسم تسلیم کرتی ہے اور شوہر کی اجازت کے بغیر دن کو ملازمت کرتی ہے دفتروں میں کام کی وجہ سے یا ٹیچر ہونے یا ایئر ہوسٹس ہونے یا نرس ہونے یا ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے دن بھر گھر سے باہر رہتی ہے تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔ کیونکہ تسلیم ناقص ہونے کی وجہ سے مذکورہ بیویاں ناشزۃ کے حکم میں ہیں۔ (شامی باب النفقہ)
- بیوی اگر کسی ذاتی جرم کی وجہ سے جیل میں محبوس ہے یا اغواء کر لی گئی ہے یا رخصتی سے پہلے ایسی مریضہ ہے کہ رخصتی سے انکار کرتی ہے اور اس کے ساتھ وطی ممکن نہیں تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں ہے۔ اور اگر مریضہ ہے لیکن رخصتی کے لئے تیار ہے اگر چہ اس کے ساتھ وطی نہیں ہوسکتی تو وہ نفقہ کی مستحق ہے چاہے وہ والدین کے گھر پر رہے۔ اسی طرح حج فرض پر جانے والی بیوی اگر شوہر کے ساتھ نہیں ہے تو نفقہ کی مستحق نہیں ہے یہی حکم عمرہ اور نفلی حجوں کا ہے۔

عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کے احکام:

- شوہر کو یہ حق حاصل نہیں کہ بیوی کے والدین کو بیٹی کی ملاقات سے بیوی کے کمرہ میں داخل ہونے سے روکے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ بیوی کے والدین کو اور ہر ماہ دیگر محرم رشتہ داروں کو بیوی کے کمرہ میں ملاقات کرنے اور آنے سے روکنا منع ہے۔ البتہ شوہر بیوی کے کمرہ میں بیوی کے رشتہ داروں کی رہائش اور قیام پر پابندی لگا سکتا ہے۔
- اسی طرح اگر بیوی ہفتہ میں ایک مرتبہ والدین کی زیارت کے لئے اور ہر ماہ دیگر محرم رشتہ

داروں کی ملاقات کے لئے والدین اور رشتہ داروں کے گھر جانا چاہتی ہے تو شوہر کو منع نہیں کرنا چاہئے۔ (درمختار مع الشامی)

- نیز شوہر بیوی کو اپنے والدین سے اور بیوی کے سابق شوہر سے ہونے والے بچوں اور دیگر محرم عزیزوں سے کلام کرنے اور ایک دوسرے کو دیکھنے سے منع نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ جب چاہیں آپس میں فون پر اور دیگر ذرائع سے گفتگو کر سکتے ہیں۔
- اگر بیوی ملازمت کرتی ہے یا تجارت کرتی ہے قابلہ (یعنی بچوں کی ولادت کا پیشہ کرتی ہے) یا اموات کو غسل دیتی رہتی ہے یا ڈاکٹر ہے یا ٹیچر ہے یا نرس ہے تو شوہر کے لئے ایسی بیوی کو گھر سے خروج پر منع کرنے کا حق حاصل نہیں بشرطیکہ ہمیشہ سارات دن باہر نہ رہے ورنہ نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی جیسے آپ پڑھ چکے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ان اعمال کے لئے بیوی شوہر سے اجازت حاصل کرے ورنہ بغیر اجازت جانا بھی جائز ہے اور حج فرض کے لئے بھی جب محرم کے ساتھ جانا میسر ہو بغیر اذن جا سکتی ہے لیکن اجنبی مردوں کی ملاقات یا دعوتوں میں جہاں اجنبی مرد ہوں بیوی کو جانے سے شوہر منع کر سکتا ہے۔ قاضی خان میں ہے شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی کو ایسے عمل سے منع کرے جس کی وجہ سے شوہر کے لئے عار ہو جیسے جولاہے کا کام جھاڑو پوچا وغیرہ وغیرہ۔

بیوی کو مارنے کا حکم:

- چار چیزوں پر شوہر کا بیوی کو مارنا جائز ہے۔ اول ترک زینت پر جب شوہر بیوی کی زینت چاہتا ہو، دوم ترک اجابت پر جب شوہر بیوی کو مباشرت کے لئے بلائے کیونکہ بیوی پر واجب ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے۔ سوم ترک صلوٰۃ پر، چہارم بغیر اجازت کے شوہر کے گھر سے خروج پر لیکن جب بیوی کا خروج شرعاً ممنوع ہو اور بیوی مہر لے چکی ہو۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں اگر بیوی نماز نہیں پڑھتی اس کو طلاق دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت ابوحفص فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ بیوی کا مہر میری گردن پر دین ہو، مجھے ایسی حالت سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں ایسی بیوی سے جماع کروں جو نماز نہیں پڑھتی۔ یعنی مہر کے ادا کرنے کی طاقت بھی ہو اور ادا نہ کرے پھر بھی تارک صلوٰۃ بیوی کو طلاق دے دینی چاہئے۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

خروج کے جواز کی صورتیں:

- اگر مکان کے گرنے کا اندیشہ ہے تو بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا جائز ہے اور اگر بیوی کو شرعی مسئلہ درپیش ہے اور شوہر نہیں بتا سکتا تو مجلس علم میں بیوی کو جانا جائز ہے حج فرض کے لئے محرم کے ساتھ بغیر اذن زوج بیوی گھر سے نکل سکتی ہے۔ والدین کی زیارت اور ان کی عیادت اور ان کی تعزیت اور محرم رشتہ داروں کی زیارت کے لئے بھی بغیر اجازت کے بیوی گھر سے باہر جانے میں گنہگار نہیں ہوگی۔ اگر بیوی پر کسی کا حق ہے یا بیوی کا کسی پر حق ہے تو شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی گھر سے باہر جاسکتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورتوں میں شوہر بیوی کو نہ مار سکتا ہے اور نہ ملامت کرسکتا ہے۔
- شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا اور نفلی نماز اور روزے رکھنا جائز نہیں اور بیوی کا عمرہ اور نفلی حج اور تبلیغ اور تعلیم کیلئے سفر کرنا شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شوہر کی اطاعت واجب ہے اور واجب نفلی سے مقدم ہوتا ہے۔ اور شوہر کا ایسی مجالس میں بیوی کو شریک ہونے کی اجازت دینا جن مجالس میں امور شرعیہ کی خلاف ورزی ہو معصیت اور گناہ ہے۔ دونوں میاں بیوی گنہگار ہوں گے، قرآنِ مجید میں ہے: (معصیت اور ظلم پر کسی کا تعاون نہ کرو)
- اگر شوہر تارکِ صلوٰۃ ہو تو بیوی کو یہ حق نہیں کہ اس کی زوجیت سے انکار کرے جیسے دائن پر حقوق اللہ زکوٰۃ حج اور عشر واجب ہوں اور وہ ان کو ادا نہ کرتا ہو تو اس دائن کے مدیوں کو یہ حق نہیں کہ وہ کہے تم حقوق اللہ ادا نہیں کرتے اس لئے میں تمہارا دین ادا نہیں کرتا۔ اسی طرح زوجہ یہ نہیں کہہ سکتی تم نماز نہیں پڑھتے اس لئے میں تمہارے ازدواجی حقوق ادا نہیں کرتی۔
- ہاں شوہر کے فاسق مہمانوں کی سالن اور روٹی پکانے سے بیوی انکار کرسکتی ہے اگر پکائے تو اس نیت سے کہ جب تک یہاں کھاتے رہیں گے فسق کے عمل سے محفوظ رہیں گے۔ (قاضی خان)

جہیز کا حکم:

ہمارے عرف میں جہیز اس سامان کو کہا جاتا ہے جو لڑکی کو باپ کے گھر سے رخصتی کے وقت دیا جاتا ہے اور اکثر سامان ماں باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور دلہن کے لئے جو سامان دولہا والوں کی طرف سے ہوتا ہے، وہ تحفہ/ گفٹ/ ہدیہ کہلاتا ہے۔ والدین پر اپنی بیٹیوں کو جہیز دینا واجب یا

سنت مؤکدہ تو نہیں لیکن افضل ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک تکیہ اور ایک گدا جن میں کھجور کی کھال بھری ہوئی تھی اور پانی کے لئے کھال کے ایک یا دو مشکیزے اور لباس اور ایک لوٹا بعض روایات میں بچھانے کے لئے دنبہ کی کھال اور چادر عطا فرمائی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مہر ادا کرنے کے لئے اپنے زرہ فروخت کی جس کے پانچ سو درہم یا چار سو اسی درہم حاصل ہوئے۔ تفصیل سیرت کی کتابوں میں ہے وہ یہ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کے لئے حضرت فاطمہ کا رشتہ قبول کر لیا تو آپ نے حضرت علی سے مہر فراہم کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ حضرت علی نے عرض کیا میرے پاس تو صرف ایک گھوڑا ہے اور ایک زرہ ہے آپ نے فرمایا گھوڑا تو جہاد کی ضرورت ہے لہٰذا زرہ فروخت کر دو زرہ فروخت کرنے کیلئے جب حضرت علی بازار جانے لگے تو راستہ میں حضرت علی کی حضرت عثمان سے ملاقات ہوگئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے دریافت کیا کہ زرہ کیوں فروخت کرتے ہو حضرت علی نے کہا مہر کی رقم ادا کرنے کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زرہ فروخت کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ زرہ حضرت عثمان نے خرید لی اور چار سو اسی درہم حضرت علی کو دے دیئے اور پھر زرہ بھی واپس کر دی۔ (بدایہ ونہایہ: سبل الہدیٰ)

صحابہ کرام سے روایت ہے کہ مہر کے دراہم سے کچھ درہم آپ نے حضرت بلال کو دیئے تا کہ بازار سے خوشبو لے آئے۔

- جہیز دینا جائز ہے منع نہیں ہے لیکن جہیز کو ناک کا مسئلہ بنا کر بھاری جہیز دینے کی غرض سے جائیداد یا مکان فروخت کرنا یا بھاری قرض اُٹھا لینا تا کہ جہیز دیا جائے جائز نہیں ہے۔ حسب توفیق بغیر ریاکاری اپنی بیٹی کو جہیز دینا ایک ہدیہ ہوتا ہے جو کہ مستحب ہے۔ یہی حکم دولہا والوں کی طرف سے ہدایا کا ہے کہ یہ لڑکی کے لئے ہدیہ اور تحفہ ہوتا ہے لہٰذا مستحب ہے۔ دولہا والوں کی طرف سے تحائف اور والدین کی جانب سے جہیز کی تمام اشیاء ہمارے عرف عام میں بیوی کی ملکیت ہوتی ہیں اس لئے طلاق ہو جانے یا شوہر یا بیوی کی وفات کے بعد دولہا والوں اور دلہن والوں کا تنازع مناسب نہیں البتہ اگر بصراحۃ تحریر کر دیا گیا ہو یا گواہ بنا لئے گئے ہوں کہ فلاں فلاں اشیاء دلہن کو عاریۃ اور صرف چند روز پہننے کے لئے دی گئی ہیں تو اس کا اعتبار ہوگا جہیز کے سامان کی مقدار کے حوالہ سے اگرچہ اسلام میں کوئی تحدید اور تعیین نہیں ہے لیکن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

دور میں صحابہ کرام اپنی بیٹیوں کو معمولی سامان ضرورت دیا کرتے تھے۔خود جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جہیز اپنی پیاری شہزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء کو عطا فرمایا وہ آپ پڑھ چکے ہیں، اتنی قلیل مقدار میں حضرت خاتونِ جنت کی رخصتی میں ہمارے لئے درس اور پیغام تھا کہ اگر جہیز دینا ہو تو حقیقی ضرورتوں کے مطابق جہیز کی مقدار ہونی چاہئے۔نمائش اور تفاخر اور مقابلہ اگر جہیز کی مقدار کی کثرت کا باعث ہوا تو اللہ تعالیٰ ایسے والدین پر ناراض ہوگا۔

مورخہ اکیس رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء جمعہ کے دن پاکستان کی عدالت عالیہ سپریم کورٹ نے جہیز اور شادی کی رسومات کے حوالہ سے ایک اچھا اور اسلامی فیصلہ فرمایا ہے۔

عدالت عالیہ سے جاری فیصلہ میں کہا گیا ہے مائیوں، مہندی، کثیر جہیز اور بارات کی دھوم دھڑے والی رسومات اور بے جا اخراجات نمود اور نمائش اور غیر ضروری کھانے وغیرہا کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ ساری رسومات ہندوانہ ہیں۔ آج کل جہیز میں دلہن کو رخصتی کے وقت ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، ایئر کنڈیشنز واشنگ مشین، برقی پنکھے، کچن میں استعمال ہونے والی تمام الیکٹرک مشینیں اور نہایت مہنگے بیسیوں لباس کے جوڑے اور ایسے زیورات جن کی قیمت لاکھوں روپے ہو اور بعض لوگوں کی طرف سے کار اور بنگلہ وغیرہا بھی دینے کا عام رواج ہو گیا ہے اس پر مستزاد یہ کہ ہزاروں لوگوں کی دلہن والوں کی جانب سے دعوت اور مہنگے ہوٹلوں میں یا لانوں اور شادی ہالوں میں بیسیوں قسم کی ڈشیں اور مشروبات یہ ساری سماجی برائیاں ہیں۔ایسی رسم و رواج کی رسومات سے متوسط اور سفید پوش لوگ نہایت پریشان ہیں۔اس لئے عدالت عالیہ نے کھانوں پر پابندی لگا دی ہے صرف گھر میں اپنے خاص مہمانوں کو کھانا دیا جا سکتا ہے۔اور دولہا کی طرف سے دعوت ولیمہ گھر میں کی جا سکتی ہے، کلبوں، ہوٹلوں اور شادی ہالوں میں صرف مشروبات ٹھنڈے یا گرم سے ہی مہمانوں کی تواضع کی جا سکتی ہے۔

پاکستان کے آئین میں ایکٹ نمبر ۴۳ مصدر ۱۹۷۶ء کو عدالت عالیہ نے نافذ کر دیا ہے جس کی گیارہ دفعات ہیں اور نہایت مناسب ہیں اس میں کہا گیا ہے عروسی تحفہ سے وہ تحفہ مراد ہے۔

۱۔ جو دولہا یا اس کے والدین نے دلہن کو شادی سے پہلے یا بر موقع یا بعد میں شادی سے متعلقہ بطور تحفہ دیا ہو مہر اس میں داخل نہیں ہے۔

۲۔ جہیز سے مراد وہ جائیداد ہے جو دلہن کے والدین نے دلہن کو شادی سے پہلے شادی پر یا شادی

کے بعد بلاواسطہ یا بالواسطہ تحفے میں دی ہو اس میں وراثت میں پائی ہوئی جائیداد شامل نہیں اور شادی سے مراد منگنی، نکاح اور رخصتی ہے۔

۳۔ دلہن کو والدین کی جانب سے دیئے گئے جہیز کی قیمت پانچ ہزار روپے پاکستانی سے زیادہ نہیں ہوگی۔

۴۔ دولہا کو دیئے گئے تحائف کی قیمت پانچ ہزار سے متجاوز نہیں ہوگی اور دوستوں اور رشتہ داروں کے نذرانوں کی مالیت ایک سو روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔

● چونکہ یہ ایکٹ ۱۹۷۶ء میں آئین کا حصہ بنا تھا اور عدالت عالیہ نے اس کو بحال کر دیا ہے لیکن ۱۹۷۶ء میں روپے کی قدر کی مناسبت سے آج ۲۰۰۵ء میں اضافہ کرنا چاہئے۔ بہرصورت اگر اس فیصلہ پر عمل ہو جائے تو نہایت احسن ہوگا۔ اس ایکٹ میں یہ بھی ہے کہ دلہن کو ملنے والے تحائف اور جہیز دلہن کی ملکیت ہوگا اور دیگر رسموں پر خرچ ہونے والی رقم اڑھائی ہزار سے زائد نہیں ہوگی اور اس قانون کی کسی شق کی خلاف ورزی پر چھ ماہ قید یا دس ہزار جرمانہ یا دونوں بطور سزا بھگتنا ہوں گی اور خلاف ورزی کی صورت میں تمام تحائف اور نذرانے بحق سرکار ضبط ہوں گے اور اُن ضبط شدہ تحائف سے غریب لڑکیوں کے جہیز کا بندوبست کیا جائے گا۔

● اور وہ تحائف اور ہدایا جو دوستوں اور عزیزوں کی طرف سے دلہن کو پیش کئے جاتے ہیں، بعض برادریوں میں یہ ہدایا اور تحائف بظاہر دلہن کو دیئے جاتے ہیں لیکن عرف میں دلہن کے سرپرست والد یا بھائی وغیرہ کو دینا مقصود ہوتا ہے کیونکہ دلہن کے گھر والوں نے اپنی بیٹی کی شادی سے پہلے تحائف دینے والے دوستوں اور رشتہ داروں کو ان کی بیٹیوں کی رخصتی کے وقت اتنے ہی تحائف دیئے ہوتے ہیں۔ گویا یہ تحفے بطور معاوضہ ہوتے ہیں اور بعض لوگ تو اس کو قرضہ بھی کہتے ہیں حتیٰ کہ رجسٹرز میں بطور ریکارڈ لکھ لیتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت واپس کئے جائیں۔ یہی رواج عقیقہ اور ختنہ وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے کہ عقیقہ اور ختنہ کے موقع پر ملنے والے تحائف اور رقم بچے کے والدین کی ملکیت ہوتی ہے۔

● شادی بیاہ اور عقیقہ میں اگر تحریر اور تصریح نہ ہو تو احکام شرعی کا مدار قوم کے رسم و رواج اور عرف پر ہوتا ہے اس لئے بعض برادریوں میں عرف اور رواج میں شادی کے موقع پر دلہن کو اگر تحائف بطور قرض دیئے جاتے ہوں جیسے دولہا کو عام عرف میں بعض افراد کی طرف سے سلامی یا نیندرا بطور قرض دیا جاتا ہے تو ان تحائف کے مالک کے تعیین میں عرف کو حاکم بنائیں گے، اگر عرف اور رواج میں دلہن کے والدین کو تحائف دینا مقصود ہے تو ان تحائف کے مالک والدین ہوں گے اور

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

وہی قرض واپس کریں گے۔ اور اگر عرف میں دلہن کو دیئے جاتے ہیں تو دلہن پر قرض ہوگا اور ان تحائف کی مالکہ دلہن ہوگی۔ شادی کے موقع پر برادری کے ہر فرد سے لین دین سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس موقع پر دیا گیا تحفہ حقیقت میں قرض ہے یا حقیقت میں تحفہ ہے۔ اگر تحفہ ہے تو واپس کرنا ضروری نہیں ہوگا اگر قرض ہے تو واپس کرنا ضروری ہوگا۔ ہماری اپنی برادری میں عموماً دولہا اور دلہن کو شادی کے موقع پر جو رقم یا کپڑے دوست دیتے ہیں وہ تحفے کے طور پر دیتے ہیں لیکن رشتہ دار واپسی کی نیت سے بطور قرض کپڑے یا رقم دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے لوگوں نے رجسٹر رکھے ہوئے ہیں۔ ہر ایک آدمی کی جانب سے دیئے گئے سامان کی تفصیل لکھی جاتی ہے اور واپس کرنے کی فکر رہتی ہے۔ (رفیق حسنی)

● وہ سامان جو دلہن والے دلہن کو دیتے ہیں آج کل اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ والدین مالکانہ حقوق کے ساتھ سامان گفٹ کرتے ہیں یا پھر عاریۃً دیتے ہیں یعنی صرف استعمال کے لئے، دونوں صورتوں میں ضروری ہے کہ سامان دیتے وقت اس کی وضاحت ہو جائے اور اسٹام پیپر پر گواہوں کی موجودگی میں تحریر ہو جائے یا نکاح فارم پر تمام اشیاء کی تفصیل لکھ دی جائے اور یہ لکھ دیا جائے کہ مذکورہ سامان مالکانہ حقوق کے ساتھ دیا جا رہا ہے یا عاریۃً دیا جا رہا ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی تحریر نہیں یا گواہوں کی موجودگی میں کوئی بات نہیں کہی گئی تو پھر ہر قوم کا عرف اور رواج اس قوم کے متنازع معاملات کے لئے پر حاکم ہوگا۔ اور مختلف اشیاء کے مختلف احکام ہوں گے۔ مثلاً دلہن کے ناپ کے سلے ہوئے کپڑے دلہن کو مالکانہ حقوق کے ساتھ دیئے جاتے ہیں لہٰذا ان کی مالکہ دلہن ہوگی۔ بغیر سلائی کپڑوں میں بھی تقریباً یہی رواج ہوتا ہے چونکہ آج کل اشراف اور بڑے لوگ اپنی بیٹیوں کو سیکڑوں لباس کے جوڑے دیتے ہیں اور ایک ایک جوڑا لاکھوں روپے کا بھی ہوتا ہے۔ پھر طلاق یا موت کی صورت میں تنازع ہو سکتا ہے یہاں بڑے لوگوں کے عرف کو حاکم بنایا جائے گا اور ان کے عرف کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اسی طرح گھر میں استعمال ہونے والے برتن، فرنیچر، بستر، ٹی وی، فرج، استری، کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنے کی جدید مشینیں، تعلیم وتعلّم کے لئے کمپیوٹر وغیرہ گھر کی صفائی کے لئے مشینیں اور دیگر سامان اکثر برادریوں میں بیٹی کو مالکانہ حقوق کے ساتھ دیا جاتا ہے اس لئے ان کی مالکہ موصوفہ لڑکی ہوگی اور طلاق ہو جانے یا موت کی صورت میں وراثت کا حکم لڑکی کے مالک ہونے کی حیثیت سے ہوگا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ☆ قانون شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

- رخصتی کے وقت لڑکی والے لڑکی کو زیورات کے ساتھ رخصت کرتے ہیں زیورات میں گواہ اور تحریر نہ ہونے کی صورت میں بھی رواج کو دخل ہوگا، بڑے لوگ لاکھوں اور کروڑوں کے زیورات دیتے ہیں۔ میرے علم کے مطابق بڑے لوگوں کے عرف میں بیٹی کو مالکانہ حقوق کے ساتھ زیورات دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے اشراف کی بیٹیاں زیورات کے مالکہ ہوں گی لیکن چھوٹے گھروں میں اکثر لوگ بیٹیوں کو صرف استعمال کے لئے زیورات دیتے ہیں لہٰذا غیر اشرافیہ کی بیٹی ان کی مالکہ نہیں ہوگی اور طلاق اور موت کی صورت میں شوہر پر فرض ہوگا کہ وہ زیورات لڑکی والوں کو واپس کرے۔ اس حکم سے زکوٰۃ کا مسئلہ بھی واضح ہوگیا کہ ان زیورات کی زکوٰۃ اُن لوگوں پر واجب ہوگی، جوان زیورات کے مالک ہوں گے۔ اگر والد مالک ہے تو والد زکوٰۃ دے گا اور اگر لڑکی مالک ہے تو لڑکی زکوٰۃ دے گی۔ موجودہ دور میں لڑکی والے جو جہیز اپنی بیٹی کو دیتے ہیں تقریباً سب لوگ اپنی بیٹی کو ہی دیتے ہیں، اس جہیز میں دولہا کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اس لئے دولہا بیوی کے جہیز کے اشیاء کو بغیر اذن استعمال نہیں کرسکتا۔ اگر بالفرض ان اشیاء کو بیوی اسٹور میں رکھ دے اور استعمال نہ کرے تو اس کو ایسا کرنا جائز ہے اور اس کو ملامت نہیں کی جاسکتی۔ بیوی کی اشیاء کو شوہر جبر کے ساتھ استعمال کرے تو حرام کا مرتکب ہوگا اور گنہگار ہوگا جیسا پہلے گزر چکا ہے۔
- ہاں دلہن والے خصوصاً اشرافیہ اور بڑے لوگ انگوٹھی اور کچھ کپڑے دولہا کی ناپ کے سلوا کر دولہا کو بطور تحفہ دیتے ہیں تو وہ دولہا کے ہوں گے۔ لڑکی والے واپس نہیں لے سکتے۔
- لڑکے والے جو سامان دلہن کو دیتے ہیں اس سامان میں طلاق اور موت کی صورت میں کافی اختلافات واقع ہوتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے اگر تمام تفاصیل تحریر کر دی جائیں اور اس تحریر کی ایک ایک کاپی ہر فریق کے پاس ہو، فیصلہ کرنا آسان ہوگا اگر کوئی تحریر عمل میں نہ آسکی ہو تو کم از کم گواہوں کے سامنے اقرار ہونا چاہئے۔ مثلاً دولہا والے بتادیں کہ ہم نے جو اشیاء دلہن کے چڑھاوا میں دی ہیں وہ مالکانہ حقوق کے ساتھ دی ہیں۔ یا وہ صرف استعمال کے لئے ہیں۔ اگر شرماشرمی میں کوئی تحریر عمل میں نہیں لائی گئی اور نہ کسی امر کے اقرار کا ثبوت ہے تو معاملہ عرف کے مطابق حل کیا جائے گا۔ برادری کے چند معمر اور عقلمند لوگ بیٹھ کر فیصلہ کرلیں وہی فیصلہ شریعت کا ہوگا۔
- بعض والدین بیٹی کو جہیز دے دینے پر دوسری جائیداد میں اس کو حصہ دار نہیں سمجھتے اور وراثت میں بھائی اس بہن کو کوئی حصہ نہیں دیتے، پوچھنے پر جواب دیا جاتا ہے بہن یا بیٹی وراثتی حصہ

جہیز میں لے چکی ہے۔ اس مسئلہ میں اگر بیٹی یا بہن نے جہیز ملنے کی شرط پر بقیہ جائیداد سے دست برداری کا اقرار کیا ہوا ہو تو اس بیٹی یا بہن کو والد کی موت کے بعد والد یا بھائی کی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں ملے گا اور اگر بیٹی یا بہن وراثت سے دست بردار نہیں ہوئی تھی تو اس کو بطور وراثت جائیداد سے حصہ ضرور ملے گا۔ اس معاملہ میں تحریر شدہ دستاویز تنازع کے حل میں مدد دی سکتی ہے لہٰذا تحریر ہونی چاہئے یا پھر گواہ بنا لئے جائیں۔ اور بہن یا بیٹی کا وراثتی حصہ سے دستبردار ہونا جائز ہے اور دستبردار ہونے میں والد یا بھائی گنہگار نہیں ہوں گے۔ کیونکہ بیٹی از خود جہیز وصول کرنے کی وجہ سے بقیہ جائیداد سے لاتعلق ہو رہی ہے۔

● دلہن کو جہیز والد اور سرپرست کی طرف سے ہبہ (گفٹ) ہوتا ہے اس لئے والد پر لازم ہے۔ جتنی مالیت کا جہیز ایک بیٹی کو دیا ہے دوسری بیٹیوں اور بیٹوں کو بھی اتنی مالیت کا مال ہبہ کرے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اولاد کے متعلق فرمایا کہ اولاد میں برابری کرو آپ نے فرمایا: سَوُّوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ۔ (کنز الدقائق) اولاد میں برابری کرو۔

● حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے ہدیہ دیا اور حضرت جابر کی روایت میں نعمان ابن بشیر نے کہا کہ میری ماں نے میرے باپ سے کہا میرے بیٹے کو ایک غلام اور عبد عطیہ دو، حضرت نعمان فرماتے ہیں۔ میری ماں عمرہ بنت رواحۃ نے (میرے باپ سے) کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس عطیہ) پر گواہ نہیں بناؤ گے میرے والد مجھے ساتھ لے کر جناب رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے عمرہ بنت رواحۃ سے ہونے والے اس بیٹے کو غلام عطیہ دیا ہے۔ مجھے بیوی عمرہ نے کہا کہ آپ کو یا رسول اللہ میں اس پر گواہ بناؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا باقی سب بچوں کو اس غلام کی مثل تو نے عطیہ دیا ہے میرے والد نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولادوں میں عدل کرو ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں ظلم اور جور پر گواہ نہیں بنتا میرے والد نے وہ غلام واپس لے لیا۔

● اس حدیث کی روشنی میں اولاد مذکر اور مؤنث کے تحائف میں برابری کا حکم ہے چونکہ جور کا معنی ظلم کے علاوہ میل بھی ہوتا ہے تو اس لئے فقہاء نے فرمایا اگر اعتدال سے ایک جانب میلان مراد ہو تو اولاد میں برابری نہ کرنا مکروہ ہوگا۔ احناف کا یہی مذہب ہے کہ والدین اگر اولاد میں سے

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

بعض کو بلاوجہ شرعی زیادہ عطیہ دین اور بعض کو کم تو کراہت ہوگی اور کراہت کے باوجود حکم نافذ ہو جائے گا اور اگر بالغ عاقل اولاد باہمی رضامندی سے والد کی غیر مساوی تقسیم کو قبول کرلیں تو کراہت بھی نہیں ہوگی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عائشہ کو اکیس وسق عطا فرمائے تھے لیکن دوسری اولاد کو نہیں دیئے تھے حضرت عمر بن خطاب نے اپنے بیٹے عاصم کو عطا میں زیادہ دیا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ام کلثوم کی اولاد کو زیادہ دیا تھا۔ ان حضرات کے اس عمل کو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر انکار نہیں فرمایا اس لئے اولاد میں ہدایا میں عدم مساوات زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص ۳۰۱۹، ۲۰۰۹)

معلوم ہوا اگر کسی بیٹی کو ایک مخصوص مقدار میں جہیز دیا گیا تو دوسری بیٹیوں اور بیٹوں کو اتنی مقدار میں تحفہ یا جہیز دیا جائے۔ **اللھم وفقنی لذاک۔**

● بعض دفعہ ایک دو بیٹی کی شادی ہونے پر والد ان بیٹیوں کو لاکھوں مالیت کا جہیز دے دیتے ہیں۔ لیکن فوت ہوجانے پر دوسری بیٹیاں سابقہ بیٹیوں کے جہیز کی مقدار مالیت کا بھائیوں اور شادی شدہ بہنوں سے مطالبہ کرتی ہیں اس صورت میں اگر مرحوم کے بیٹے اور بیٹیاں اور دیگر وارث بالغ اور عاقل ہیں اور مرحوم کی جائیداد تقسیم کرنے سے پہلے غیر شادی شدہ بہنوں کا مطلوبہ جہیز الگ کرنے پر رضامند ہیں تو ایسا ہوسکتا ہے اگر ان میں کوئی وارث رضامند نہیں تو ایسا نہیں ہوسکتا یا کوئی وارث نابالغ یا غیر عاقل ہے تو بھی غیر شادی شدہ بہنوں کا جہیز الگ کرنا جائز نہیں۔ البتہ نابالغ یا مجنوں اولاد کا حصہ کل جائیداد سے الگ کر دیا جائے اس کے بقیہ حصہ سے بالغ عاقل اولاد باہمی رضامندی سے غیر شادی شدہ بہنوں یا بھائیوں کے لئے جہیز کی وہ مقدار جو والد اپنی زندگی میں شادی شدہ اولاد کو دے گیا تھا دینا جائز ہے۔ اگر مرحوم پہلے جہیز کے موقع پر سب بچوں کے لئے برابر رقم نکال کر الگ کر کے ہر ایک کے قبضہ میں دے دیتا تو بہتر ہوتا۔ اب متروکہ جائیداد تقسیم کر دی جائے اور جو حصہ بطور وراثت غیر شادی شدہ بہنوں کو ملنا ہے وہی ان کا حق ہے اور شادی شدہ بہنوں کو سابق جہیز کے علاوہ جائیداد سے بطور وراثت بھی حصہ ملے گا ہاں ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ شادی شدہ بہنیں جہیز کی وجہ سے بقیہ جائیداد سے دستبردار ہوجائیں لیکن ان پر جبر نہیں ہوسکتا کیونکہ والد کی طرف سے جہیز شادی شدہ بہنوں کا مملوک ہے اس لئے اُن بہنوں سے بغیر رضا کوئی چیز واپس لینا یا اس کے معاوضہ کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆